نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم راشد الحق سمیع حقانی

مسلم لیگ (ن) کی مرکزی اور تحریک انصاف کی صوبائی حکومتوں کی تشکیل اور تحریک طالبان سے مذاکرات کیلئے خواہش

زخم زخم ارضِ پاکستان جو عرصہ دراز سے غم واندوہ کی کربناک شب عاشور کا منظر پیش کررہا ہے۔امریکی غلامی کی چکی میں پستے پستے پاکستانی عوام کی ایسی درگت بنی ہے جو بیان سے باہر ہے۔۲۰۰۸ء کے نام نہاد مغربی حکومتوں کی آشیرباد سے معرض وجود میں آنے والے میثاق جمہوریت کے نتیجے میں جو بدترین کرپٹ اور نااہل زرداری حکومت قائم ہوئی تھی، اس نے ملک وقوم کا ایسا ستیاناس کردیا ہے کہ اب دوبارہ ملک وقوم کو سابقہ ڈگر پر لانے کیلئے صدیوں کی شبانہ روز محنت کی ضرورت پڑے گی۔ بہرحال اس بار بھی عالمی قوتوں اور پاکستان میں مقتدر حلقوں نے اپنی منشاء اور اپنی ضروریات کے مطابق مخصوص جماعتوں کو پاکستان کی تاریخ کے بدترین دھاندلی والے الیکشن میں جتوا کر اقتدار کے ایوانوں میں پہنچا دیا ہے اور امریکہ اور اسکے حواریوں کی عملاً مخالفت کرنے والی اصل قوتوں کو اس طریقے سے حرفِ غلط کی طرح الیکشن میں دھاندلی سے مٹانے کی کوششوں میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ یہ سزا انہیں آزادی کا نعرہ لگانے اور امریکی ایجنڈے کی بھرپور اور مسلسل مخالفت کے نتیجے میں دی گئی ہے۔جو جماعتیں ''دفاع پاکستان کونسل'' اور ''متحدہ دینی محاذ'' کے پلیٹ فارم جمع تھیں، انہیں تو چن چن کر ہرجگہ اور ہر ہر سیٹ پر ہرایا گیا۔اس لئے کہ اِن جماعتوں نے تکبیر مسلسل کی مانند پاکستان کے ''کعبہ'' میں چھپے بت نما حکمرانوں کو غلامی کی نیند سے جگانے کیلئے اذانیں دیں (اور حکومت کے اُن اتحادیوں کو بھی جھنجھوڑا جو یہود ونصاریٰ کے اصل ایجنٹوں، امریکی گماشتوں مشرف و زرداری کی حکومتوں کی گود میں وزارتوں کے لالی پوپ کی لذتوں کے باعث قبائل و پختون علاقوں کے خلاف فوجی آپریشنز، مسلسل ڈرون حملوں اور ہرطرح کے حکومتی جبروتسلط پر نہ صرف خاموش بلکہ گونگے بہرے بنے بیٹھے رہے۔) اسی باعث دفاع پاکستان ومتحدہ دینی محاذ کے اس قبیلہ جنوں، کاروانِ حریت اور خاوندانِ ماورائے سود وزیاں کے متعلق اکبر الٰہ آبادی مرحوم نے کیا کھرا سچ لکھا تھا۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

اِس الیکشن کے ڈرامے کے بعد امریکی سفیر اور مغربی قوتوں نے کھل کر اپنی مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ ''امریکہ مخالف قوتوں کو پاکستانی عوام نے مکمل طور پر انتخابات میں شکست دے دی ہے جو ہمارے لئے اطمینان کی بات ہے۔'' البتہ انہوں نے ایک مذہبی سے زیادہ سیاسی جماعت کے سربراہ کو الیکشن میں کامیابی پر ڈنکے کی چوٹ

پر دوران ملاقات مبارکباد دی اور آخر کیوں نہ دیتے کہ ان دونوں میں کئی امور پر باہمی رضامندی وانڈرسٹینڈنگ پائی جاتی ہے۔ جیسے دفاع پاکستان کونسل ومتحدہ دینی محاذ کی پرزور مخالفت وغیرہ وغیرہ۔

بہرحال اس شب گزیدہ سحر میں نئی حکومتوں کے اعلانات اور پھر عملی تشکیل سے موہوم توقع رکھی جارہی ہے کہ شاید نئے حکمران ماضی سے سبق حاصل کرکے اس بار عوام کیلئے عملاً کوئی کام کریں۔ پھر امن وامان کی ابتر صورتحال' توانائی بحران اور غیروں کی جنگ سے نکلنے جیسے اہم مسائل پر قابو پانے کا ایک نادر موقع بھی آپہنچا ہے۔ نومنتخب مسلم لیگ (ن) اور پاکستان تحریک انصاف کے قائدین نے امن کی بحالی کیلئے طالبان سے کھل کر مذاکرات کا نعرۂ مستانہ بلند کیا ہے اور دونوں پارٹیوں کے لیڈروں نے قیام امن کے لئے دارالعلوم حقانیہ اور اسکے مہتمم مولانا سمیع الحق کے کردار کو سراہتے ہوئے تمام گروہوں سے مذاکرات کی درخواست کی ہے اور اس سلسلے میں وزیراعظم پاکستان جناب میاں نواز شریف صاحب نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کو سینئر رہنما جناب سلیم سیف اللہ صاحب کے ذریعے رابطہ کیا' اسی طرح تحریک انصاف کے چیئرمین جناب عمران خان صاحب کے خصوصی حکم پر وزیراعلیٰ جناب پرویز خٹک صاحب' جناب اسد قیصر صاحب اسپیکر صوبائی اسمبلی اپنی پارٹی کے ایم این ایز اور ایم پی ایز کے ہمراہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ اور انہوں نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب تحریک طالبان کے ساتھ مذاکرات کے سلسلے میں صوبائی حکومت کی سرپرستی اور اہم کردار ادا کریں۔ ہم دارالعلوم حقانیہ اسی باعث حاضر ہوئے ہیں کہ ہماری حکومت کا آغاز دارالعلوم حقانیہ جیسے مقدس مقام کے دورہ سے شروع ہو اور خصوصاً آپ جیسے منجھے ہوئے اور بڑی سیاسی ومذہبی شخصیت کی دعاؤں اور مشوروں کے ساتھ ہو۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے اس موقع پر صوبائی حکومت کے وزیراعلیٰ اور ان کے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ بحیثیت ایک مسلمان و پاکستانی کے میں یہ اپنے لئے ایک فریضہ سمجھتا ہوں کہ اغیار کی لگائی ہوئی آگ کو جتنی جلد بجھاسکوں اور دس سالوں سے جاری جنگ کو رُکواسکوں تو یہ میرے لئے بھی نجات اور افتخار کی بات ہوگی لیکن عملاً آپ کو پہل کرنی ہوگی کیونکہ اب دونوں حکومتوں کو امریکی غلامی سے عملاً نکلنا ہوگا اور مزید پرائی جنگ کیلئے پاکستانیوں کو ایندھن نہ بنایا جائے گا۔ پھر خصوصاً ڈرون حملوں کے خلاف دونوں حکومتوں کو متفقہ پالیسی اپنانی ہوگی اور ایسے اقدامات کرنے ہوں گے جس سے تحریک طالبان پاکستان مطمئن ہوکر پاکستان کے ساتھ مذاکرات پر آمادہ ہوجائے اور اگر آپ لوگ بھی امریکی دباؤ برداشت نہ کرسکے اور پرانی حکومتوں کی روش پر رواں رہے کہ برائے نام مذاکرات اور جنگ دونوں جاری رہے تو یہ ناممکن ہے۔ اب حکومتِ پاکستان اور تمام سیاسی جماعتوں کو ٹھنڈے دماغ سے سوچنا چاہیے کہ ہم اس دس بارہ سالہ جنگ کے نتیجے میں پاکستان اور اس کے عوام کو کہاں تک پہنچا آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ پاکستان اور نئے حکمرانوں کو امریکی اتحاد اور غلامی کی سیاہ رات سے نکلنے کی توفیق عطا